محمود الازہار۔ ندوی

اہلِ کلیسا کی اسلام اور انسانیت دشمنی

انگلش چرچ آف یوگنڈا کی علاقائی کمیٹی کی جنرل اسمبلی نے ملک میں رائج اجتماعی، اقتصادی اور سیاسی کشیدگی پر اظہارِ افسوس کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ ملک میں بعض جرم اہلِ کلیسا کے ہاتھوں سرزد ہوئے ہیں۔ اس مجلس نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ ہم بڑے افسوس اور شرمندگی کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ بہت سے قتل، چوری اور اجتماعی جرم ہمارے چرچ کے افراد سے سرزد ہوئے۔ اس میں مزید کہا گیا ہے کہ ہم اپنے مقاصد کو سفراء (مبلغ) کی حیثیت سے پورے نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہمارے قدم برائی میں ڈوبے ہوتے ہیں[1]

عیسائی عقیدہ کے مطابق تمام گناہوں کا کفارہ یسوع مسیح نے اپنی جان دے کر دے دیا ہے اس کو اساس بنا کر رہنمایانِ عیسائیت قتل و غارت گری، شرافت سے گرے ہوئے اعمال معاشرہ کے لئے تباہی اور بربادی، زندگی کے لئے موت کا پیغام دینے والے اعمال اور انسانیت کے خلاف ایسے گھناؤنے جرم کرتے ہیں جن سے انسانیت کی پیشانی عرق آلود ہو جاتی ہے اور یہ سوچنا پڑتا ہے کہ کیا اس عقیدہ کے انسانوں سے دنیائے انسانیت کو کچھ بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

مذکورہ جرائم کے مرتکب وہ لوگ ہوئے ہیں جنہیں ذرائع ابلاغ کے ذریعہ انسانیت نوازی، انسانیت کے بہی خواہ انسانوں کے نجات دہندہ اور ہر ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے والے اور ظلم کا ہاتھ روکنے والے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہ اپنی ندامت و افسوس کا اظہار کرکے دنیا کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ کہ دنیا انہیں انسانیت نوازی تسلیم کرے انہیں درندوں اور بھیڑیوں کی صف میں نہ شامل کرے۔

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ یوگنڈا پر تنزانیہ کی فوجوں نے ۱۹۷۹ء میں قبضہ کر لیا تھا۔ اور وہاں کے سربراہ عیدی امین اور مسلم عوام کو ملک چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اسلامی تنظیموں نے اپنے مراکز بند کر دئے۔ اور مسلم مبلغین دوسرے ملکوں میں منتقل ہو گئے۔ اور جو بچ گئے وہ آئے دن تنزانیہ اور یوگنڈا کی فوجوں کے ظلم و غارت گری کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں مسلمان مہاجرین سوڈان میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔

---

[1] بحوالہ "الاخبار" کویت ذیقعدہ ۱۴۰۲ھ

اصحاب کلیسا کی جانب سے اس قسم کے واقعات کا سرزد ہونا کوئی نیا واقعہ نہیں ہے۔ یہ تو اس تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے جو انہیں کلیسا کی جانب سے دی جاتی ہے۔ اور جب یہ تربیت یافتہ مبلغین مسلم آبادی پر قبضہ کرتے ہیں تو وہ ظلم و بربریت میں ان تمام حدود کو پار کر جاتے ہیں جن کا تصور بھی مشکل ہے۔

تاریخ اسلام کے پورے دور میں آپ دیکھیں گے کہ عیسائیوں نے اپنے ماتحت مسلم آبادی کے ساتھ جو سلوک کئے وہ کتب تاریخ میں محفوظ ہیں ان کی داستان قتل و غارت گری کو پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ عیسائی مذہب کے تحفظ کے نام پر لڑی جانے والی صلیبی جنگیں بہیمیت و درندگی کا آخری نمونہ پیش کرتی ہیں۔

انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں عیسائی دنیا اسی درندگی کا جیتا جاگتا نقشہ پیش کرتی ہے کلیسا جس چیز کی تبلیغ کرتا ہے اور جو مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اس کے لئے انسانیت کشی اور غارت گری سے ذرا بھی دریغ نہیں کرتا۔ خاص طور سے جن ممالک کے سربراہوں کا تعلق براہ راست کلیسا سے تھا۔ اور وہاں مسلم آبادی تھی اگر مسلمان اکثریت میں ہوئے تو انہیں تعلیمی طور پر پسماندہ کیا گیا۔ سرکاری عہدوں سے محروم رکھا گیا اور جب کوئی موقع ملا۔ تو انہیں قتل کیا گیا۔ ایتھوپیا کے ہی مسئلے کو لے لیجئے یہاں کے سربراہ ہیل سلاسی نے کسی طرح اریٹیریا پر قبضہ کیا اور مسلم اکثریتی آبادی پر مظالم ڈھائے۔ سیاسی، معاشی اور اجتماعی طور پر ان کو کس طرح پسماندہ کیا گیا جائیدادیں ضبط کی گئیں انہیں ملک چھوڑنے پر مجبور کیا گیا حتی کہ وہ سوڈان میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ مگر متمدن دنیا کے دعویدار اس کے لئے ایک حرف زبان پر نہ لا سکے۔ کیونکہ اسے کلیسا کی حمایت حاصل تھی۔ اور وہ ہیل سلاسی کی پشت پناہی پر تھا۔

جزیرہ قبرص کو لیجئے یہ جزیرہ جب خلافت عثمانی کے قلمرو میں شامل ہوا تو ترکی کے سلطان سلیم دوم نے یونانی کلیسا کو بحال کیا۔ لیکن جب اس جزیرہ کی زمام کار آرچ بشپ مکاریوس کے ہاتھ میں آئی تو اقلیتی طبقہ کو کبھی امن و چین نصیب نہ ہو سکا۔ وقفہ وقفہ کے بعد ان کے اور عیسائیوں کے مابین فرقہ وارانہ فسادات ہوتے رہے۔ عیسائی جنگ جوؤں کے ہاتھوں مسلمان آبادیوں پر بدترین مظالم کئے گئے۔ ان فسادات میں ۱۰۳ مواضعات خالی کرا لئے گئے ہزاروں قبرصی ترکوں کو شہید کر دیا گیا۔ مسلمانوں کی جان و مال و جائداد اور مذہب و عقیدے سے متعلق اداروں پر مسلح حملے شروع کر دئے گئے۔ گھروں میں گھس گھس کر عورتوں اور بچوں کو بلا استثناء موت کی نیند سلا دیا گیا۔ کارخانوں اور دکانوں میں کام کرنے والے حتی کہ ہسپتالوں کے مسلمان عملے اور زیر علاج مریضوں کو بے دریغ قتل کر دیا گیا۔ پورے جزیرہ میں دو سو چھتر مسجدوں میں سے ایک سو سترہ مسجدوں کو اس طرح ختم کیا گیا کہ ان کا نام و نشان تک نہیں ملتا۔

یہ سب اس لئے ہوتا رہا کہ مکاریوس کو عیسائیت اور کلیسا کی حمایت حاصل تھی۔ اور خاص طور سے کلیسا اپنے کو اس بات کا ذمہ دار تصور کرتا ہے کہ وہ ان ملکوں میں جہاں مسلم اکثریت ہے وہاں سازش کرے اور بیرونی طاقتوں

کی مدد سے عیسائیوں کو سرکاری عہدوں پر فائز کرائے اور مسلمانوں کے خلاف خون آشام دور کا آغاز کرے اور اپنے مقصد کو ظلم و غارت گری سے حاصل کرے۔

زنجبار کو لیجئے ان کا پڑوسی ملک ٹانگانیکا ۱۹۶۱ء میں آزاد ہوا۔ اور زنجبار کو ۱۹۶۳ء میں آزادی ملی مگر آزادی کے ایک ہفتہ کے اندر ٹانگانیکا کا متعصب اور اسلام دشمن صدر جولیس نیریرے نے اپنی فوج بھیج کر زنجبار پر قبضہ کر لیا ستر ہزار مسلمانوں کو شہید کر ڈالا اور بچے کھچے مسلمانوں کو تعلیمی طور پر پسماندہ کر دیا گیا۔ اس کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ تنزانیہ میں پرائمری سکولوں میں مسلمانوں کا اوسط ۸۰ فیصد کے قریب ہے لیکن سیکنڈری سکولوں میں تعلیم کا اوسط ۲۰ ، ۱۵ فیصد رہ جاتا ہے۔ اور یونیورسٹی کی تعلیم میں صرف ۵ فیصد ہے۔ تعلیم کا نظام عیسائی مشنریوں کے ہاتھ میں ہے اور اکثر داخلہ اس شرط پر دیا جاتا ہے کہ وہ اپنا مذہب تبدیل کر کے عیسائی مذہب میں داخل ہو جائیں انہیں معاشی اعتبار سے بھی دانستہ طور پر پسپت رکھا جاتا ہے۔

مصر کو لیجئے وہاں پاپا شنودہ جو عیسائیوں کے سربراہ ہیں انہی کے اشارے پر صدر سادات کے دور میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان فرقہ وارانہ فسادات ہوئے تھے اور مسلم جماعتوں پر قید و بند کی مصیبت ٹوٹ پڑی۔ مگر پاپا شنودہ آزاد رہے کیونکہ ان کی پشت پر متمدن دنیا کے متمدن لوگ تھے۔ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جا سکتی تھی وہ آئے دن مسلمانوں کے خلاف سازش کرتے رہے۔ سوڈان کے عیسائی ، ملک میں نفاذ شریعت کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں اور سرکاری نصاب میں عیسائیت کے موضوع پر جو کتابیں داخل تھیں اور جدید اصلاحات کے نتیجہ میں خارج کر دی گئی تھیں کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں۔

یوگنڈا کو لیجئے اس کے ساتھ عیسائیوں نے اور خاص طور سے کلیسا نے کیا سلوک کیا یوگنڈا پر برطانیہ نے غلبہ حاصل کرنے کے بعد مسلمانوں کے بارے میں جو پالیسی بنائی تھی وہ خود اس کے اپنے سرکاری الفاظ میں یہ تھی "مسلمان ہمارے مخالف اور ناقابل اعتماد ہیں۔ مسلمانوں کو بتدریج سرکاری ملازمتوں سے علیحدہ کیا گیا عیسائیوں کو بڑھایا گیا عیسائی مشنریوں کو بڑی بڑی جاگیریں دی گئیں مسلمانوں کو ایسے عطیات سے محروم رکھا گیا برطانوی حکومت کی جانب سے جن قبائلی سرداروں کو تسلیم کیا گیا ان میں صرف دو مسلمان تھے باقی تمام عیسائی۔ عیسائی اقلیت میں تھے تاہم تعلیم کا محکمہ بھی عیسائیوں کے ہاتھوں میں دیدیا گیا انہوں نے مسلمانوں کو اس طرح پیچھے رکھا کہ ۱۹۶۲ء میں جب یوگنڈا کو آزادی ملی تو صرف ایک مسلمان گریجویٹ تھا

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ اصحاب کلیسا کے ہاتھ میں براہ راست یا بالواسطہ طاقت و قوت اور زمام کار کا آنا انسانیت کشی کے مرادف ہے وہ انفرادی جرم کر سکتے ہیں ہر شر کی نمائندگی و قیادت کر سکتے ہیں انسانیت کشی کر سکتے ہیں ان سارے مظالم و سفاکیوں کے باوجود وہ انسانیت نواز اور انسانیت کے غمخوار رہیں گے انسانیت کے ہمدرد رہیں گے۔ ان کی تہذیب قابل تقلید و نمونہ ہے انکا اعتراف جرم بھی قابل ستائش رہیگا مگر قابل تادیب نہیں۔ عیسائی دنیا وہ دنیا ہے جہاں مجرم بیرون بنا یا جاتا ہے جھوٹ اور افترا حقیقت بنجاتی ہے اور مجرم کو پشت پناہی حاصل ہوجاتی ہے جو تمام بین الاقوامی قوانین و مذہب کی تعلیمات کے

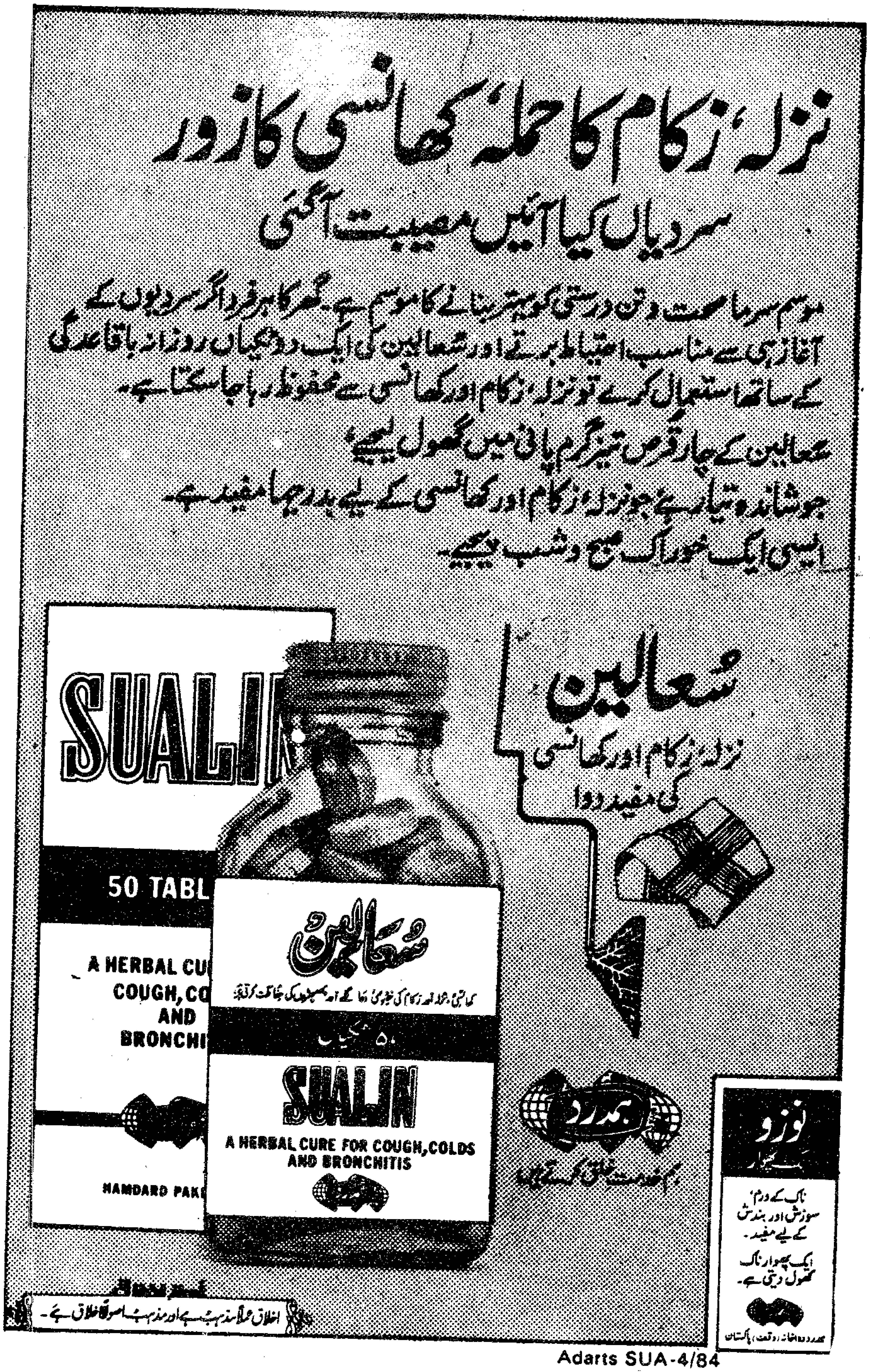

Adarts SUA-4/84